عربی : ایک الہامی زبان

عثمان احمد

اللہ جل شانہ نے، جو خالقِ کائنات ہیں، انسان کو تخلیق فرمایا اور اسے بیان کی صلاحیت بخشی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿خلق الانسان علمه البیان﴾ (۱)

''اس نے انسان کو تخلیق کیا اور اسے بیان سکھایا''

ان آیات میں تخلیقِ انسان کے متصل تعلیم بیان کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انسان روزِ اول سے ہی مافی الضمیر اور مشاہدات وتجربات کے بیان پر قادر ہے۔ اور یہ بات ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بیان بغیر زبان کے ممکن نہیں لہذا **علمه البیان** میں **علمه اللسان** کے معنی پوشیدہ ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی امر مسلم ہے کہ مافی الضمیر اور مشاہدات وتجربات کا بیان دو طریقے سے ممکن ہے۔ پہلا طریقہ زبانی بیان کا ہے اور دوسرا تحریری بیان کا۔ لہٰذا **علمه البیان** میں انسان کو دونوں صلاحیتیں یعنی زبانی اور تحریری بیان کی صلاحیتیں عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ قرآن میں سورۃ العلق میں اس کا صراحتاً ذکر موجود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم﴾ (۲)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ اور تیرا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا''

ان آیات میں واضح طور پر تخلیق انسان کے ساتھ قرأت اور تحریر کا ذکر ہے۔لہذا اس نتیجے تک بآسانی پہنچا جا سکتا ہے کہ اس کائنات کے سب سے پہلے انسان کو زبان الہام کی گئی جسے وہ بول سکتے تھے، پڑھ سکتے تھے اور لکھ سکتے تھے۔ اس کائنات کے سب سے پہلے انسان کو کونسی زبان الہام کی گئی؟ قرآن وحدیث کا مطالعہ اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ الہامی زبان عربی تھی۔ذیل میں اس کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔

عربی کے الہامی زبان ہونے پر قرآنی دلائل

قرآن حکیم میں تخلیق آدم کا تفصیلی ذکر موجود ہے اس ذکر میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿و علم آدم الاسماء کلها﴾ (۳)

''اور اس نے سکھلا دیے آدم کو تمام نام''

یہ آیت واضح طور پر آدم کو زبان سکھائے جانے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یقیناً آدمؑ کو اسماء کسی زبان میں سکھائے گئے۔اور ایسی زبان میں سکھائے گئے جس میں وہ فرشتوں سے گفتگو کر سکیں اور فرشتوں کی زبان کا عربی ہونا امر مسلم ہے۔اس لئے آیت:

﴿علم آدم الاسماء کلها﴾ سے عربی زبان کا الہامی ہونا ثابت ہوتا ہے۔علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"قال ابو الحسین احمد بن فارس فی فقه اللغة : اعلم ان لغة العرب توقیف و دلیل ذلک قوله تعالی :﴿ و علم آدم الاسماء کلها﴾" (۴)

''ابوالحسین احمد بن فارس فقہ اللغہ میں فرماتے ہیں: جان لو کہ عرب کی زبان توقیفی ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے اور اس نے سکھلا دیے آدم کو تمام نام''

قرآن حکیم میں حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے خطا ہو جانے، ان کو زمین پر اتار دیئے جانے اور توبہ کرنے کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے اسی واقعہ کے ضمن میں قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فتلقی ادم من ربه کلمات﴾ (۵) ''پس آدم نے پا لیے اپنے رب سے کلمات''

آدمؑ نے اپنے رب سے کون سے کلمات سیکھے۔قرآن بتاتا ہے:

﴿ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین﴾(۶)

''اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے''

آدمؑ نے جو کلمات اپنے رب سے سیکھے وہ عربی میں ہیں جس میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔البتہ یہاں پر یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ دیگر انبیاء کی دعائیں بھی قرآن میں منقول ہیں جو کہ عربی میں ہیں اس سے تمام انبیاء کی زبان عربی قرار پائے گی۔لیکن اگر قرآن کے اسلوب بیان کو مدنظر رکھا جائے تو یہ شبہ رفع ہوجاتا ہے۔کیونکہ قرآن نے جہاں انبیاء کی دعائیں بیان کی ہیں وہاں یہ نہیں کہا کہ اللہ نے ان کو یہ کلمات سکھائے بلکہ یہ کہا ہے کہ انہوں نے دعا کی یا پکارا۔لہٰذا ان کی دعائیں انکی اپنی زبان میں تھیں اور قرآن نے عربی میں ان کو بیان کیا۔اسی پر قرآن میں منقول انبیاء کی گفتگو،حضرت مریم کی گفتگو اور حضرت لقمان کے نصائح کو قیاس کیا جائے گا۔(۷)بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء پر وحی عربی زبان میں ہوتی تھی پھر وہ اس کو اس قوم کی زبان میں بیان کرتے تھے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

''والذی نفسی بیدہ ما انزل اللہ وحیا قط علی نبی بینہ و بینہ الا با لعربیۃ ثم یکون ھو بعد یبلغہ قومہ بلسانہ''(۸)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی وحی کسی نبی پر نازل نہیں فرمائی مگر عربی زبان میں پھر وہ اپنی قوم کو اسے اس کی زبان میں پہنچاتے تھے''۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿و من ایاتہ خلق السموت و الارض و اختلاف السنتکم و

الو انکم﴾(۹)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف''

اس آیت میں ﴿اختلاف السنہ و الوان﴾ کواللہ کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔اس آیت میں السنہ سے متصل الوان کا ذکر اس کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح اللہ نے ایک رنگ کے انسان حضرت آدمؑ سے ان گنت رنگوں والے انسانوں کی تخلیق فرمائی اسی طرح حضرت آدمؑ کو ایک زبان عطا کئے جانے کے بعد لاتعداد زبانوں کی تشکیل اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے

عربی زبان کے الہامی ہونے پر حدیث سے دلائل

۱۔ نبی کریمﷺ کا فرمان ہے:

''عن ابن عباس ان ادم علیه السلام کان لغته فی الجنة العربیة ،فلما عصی سلبه الله العربیة فتکلم بالسریانیة ، فلما تاب رد الله علیه العربیة'' (۱۰)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں آدم علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ جب ان سے نافرمانی سرزد ہوگئی تو اللہ نے ان سے عربی زبان کو سلب کرلیا اور وہ سریانی میں گفتگو کرنے لگے۔جب انہوں نے توبہ کرلی تو اللہ نے عربی پھر ان کی طرف لوٹا دی''۔

۲۔ نبی کریمﷺ کا فرمان ہے:

''لما اذنب آدم علیه السلام الذنب الذی أذنبه رفع رأسه الی العرش فقال أسالک بحق محمد الا غفرت لی فاوحی الله الیه وما محمد ؟ قال تبارک اسمک لماخلقتنی رفعت رأسی الی عرشک فرأیت فیه مکتوبا: لا اله الا الله محمد رسول الله...الخ''(۱۱)

''جب آدم علیہ السلام نے گناہ کیا تو انہوں نے اپنا سر عرش کی طرف اٹھایا اور کہا (اے میرے رب) میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے معافی کا طلب گار ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل کی کہ محمد کون ہیں؟ انہوں نے کہا: تیرا نام برکتوں والا ہے جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں تیرے عرش کی طرف سر اٹھایا تو لکھا ہو دیکھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔

اس حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کا تخلیق کے بعد عرش پر لکھا ہوا ''لا الاالله محمد رسول الله'' پڑھ لینا مذکور ہے۔ جس سے ثابت ہوتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو فطری طور پر زبان کا بولنا اور پڑھنا ودیعت کیا گیا تھا۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''خلق الله آدم و طوله ستون ذراعا ثم قال اذهب فسلم علی اولئک من الملائکة فاستمع ما يحيونک تحيتک و تحية ذريتک فقال: السلام عليکم فقالوا: السلام عليک ورحمة الله'' (۱۲)

اس حدیث میں تخلیق کے بعد حضرت آدم کا فرشتوں کو سلام اور ان کا جواب ذکر کیا گیا ہے۔ سلام اور اسکا جواب دونوں عربی میں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عربی حضرت آدم کو تخلیق کے ساتھ ہی الہام کر دی گئی تھی۔

عربی مبین

حضرت آدم کو جو زبان الہام کی گئی وہ عربی مبین تھی نسل انسانی کے پھیلاؤ، مشاہدے، تجربے اور ضروریات کے نتیجے میں دیگر زبانوں کا ظہور ہوا۔ ان زبانوں سے اختلاط کے نتیجے میں عربی غیر مبین وجود میں آئی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عربی زبان دنیا سے مٹ گئی۔ عربی کا دوبارہ ظہور الہام کے نتیجے میں ہوا چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عربی مبین الہام کی گئی۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''اُلھِمَ اسماعیل ھذا اللسان العربی الھامًا'' (۱۳)

اسماعیلؑ کے بعد وقت گزرنے کے ساتھ عربی زبان پھر غیر مبین میں بدل گئی اور آخر کار جبریلؑ نے عربی مبین حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ کے حکم سے الہام کی۔

''عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال یا رسول اللہ ما لک افصحنا ولم تخرج من بین اظھرنا؟ قال کان لغة اسماعیل قد رست فجاء بھا جبرئیلؑ فحفظنیھا فحفظتھا'' (۱۴)

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ ہم سے سب سے زیادہ فصیح ہیں حالانکہ آپ ہم سے باہر نہیں نکلے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت اسماعیلؑ کی زبان مٹ گئی تھی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کو از سر نو لائے اور مجھے یاد کرایا اور میں نے اسے یاد کرلیا''

قرآن حکیم کا نزول اسی عربی مبین میں ہوا جو حضرت آدمؑ و حضرت اسماعیلؑ کو الہام کی گئی۔ قرآن کے عربی مبین میں ہونے سے متعلق ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین﴾ (۱۵)

''اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا، لے کر اترا اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر تا کہ تو ہو ڈر سنانے والا کھلی عربی زبان میں''

﴿ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ھذا لسان عربی مبین﴾ (۱۶)

''اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کو تو سکھلاتا ہے ایک آدمی جس کی طرف

تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجمی اور یہ قرآن زبان عربی ہے صاف''

قرآن حکیم کا عربی مبین میں نازل ہونا جہاں اس زبان کے بابرکت، مقدس اور الہامی ہونے کی دلیل وہاں اس کے تا قیام قیامت بقا کا باعث بھی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون﴾ ارشاد فرمایا ہے اور قرآن پاک کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور چونکہ وہ عربی میں ہے اس لئے گویا عربی زبان کی حفاظت کا اور بقاء کا بھی اللہ جل شانہ کی طرف سے وعدہ ہوگیا'' (۱۷)

عربی مبین کی بقاء محض قیامت تک محدود نہیں بلکہ اہل جنت، جو ابدی اور لامحدود زندگی کے حامل ہوں گے، کی زبان بھی عربی ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''کلام اهل الجنة عربی'' (۱۸)

عربی زبان کے الہامی ہونے پر داخلی دلیل

عربی زبان میں موجود جامعیت و کمال اور حقیقت معنی کا لفظ سے انکشاف جس صحت و واقعیت کے ساتھ پایا جاتا ہے وہ اس کے الہامی ہونے کی داخلی شہادت ہے۔ عربی میں مخارج وصفات حروف، ترکیب حروف اور اشتقاق کا جو حیرت انگیز نظام موجود ہے اس کا تفصیلی مطالعہ انسان کو اس حقیقت تک پہنچادیتا ہے کہ عربی زبان اانسان کی تشکیل کردہ نہیں ہے بلکہ خدائی عطا ہے۔ (۱۹)

عربی زبان کے الہامی ہونے کے بارے علماء امت کا موقف

عربی زبان کے الہامی ہونے کے بارے میں دو مسلک پائے جاتے ہیں۔ مولانا سید سلیمان اشرف تحریر فرماتے ہیں:

''اصول وکلیہ کے طور پر اس مسئلہ میں دو مسلک ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہا الفاظ کی وضع ایحاء و توقیف سے ہوئی۔ یعنی اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

فرمائی تو انہیں گفتگو کے لئے الفاظ بھی بتائے پھر جب وہ اس خاکدان عالم میں آئے تو حسب ضرورت الفاظ کی وحی بھی ان کی جانب ہوتی رہی یہاں تک کہ مجموعہ، الفاظ نے ایک زبان کی صورت اختیار کرلی۔ یہ مسلک علماء اسلام میں امام اشعری کا ہے سعید بن جبیر، جلال الدین سیوطی، ابن فارس، ابن زید اور ابن حاجب کی تحقیق بھی اسی کے قرین وقریب معلوم ہوتی ہے۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ الفاظ وضع کرنے والا خود انسان ہے۔ اپنے نفس اور ماحول کی تحریکات سے متأثر ہوکر آہستہ آہستہ اس نے الفاظ کا ذخیرہ جمع کرلیا جس نے ایک زبان کی صورت اختیار کرلی۔ یہ مسلک گروہ معتزلہ کا ہے۔ ایک مسلک یہ بھی ہے کہ ابتدائی تعلیم الفاظ کی تو بذریعہ وحی ہوئی پھر انہی الفاظ معلومہ کو گھٹا بڑھا کر یا بعض کو بعض سے ترکیب دے کر انسان نے اپنی اصطلاحات کے لئے الفاظ کا دائرہ وسیع کرلیا۔ لیکن حقیقت میں یہ کوئی مسلک نہیں ہے بلکہ مسلک اشعری کا ایک دوسرا عنوان بیان ہے'' (۲۰)

درج بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ علماء اہل سنت بالعموم عربی زبان کے الہامی ہونے قائل ہیں آخر میں دین اسلام میں عربی زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

عربی زبان کی اہمیت

۱۔ قرآن نے متعدد جگہ قرآن کے عربی میں ہونے کو بطور احسان ذکر کیا ہے۔ (۲۱)

۲۔ نبی کریم ﷺ نے متعدد بادشاہوں کو خطوط لکھے۔ جن میں شاہ ایران کسری کی زبان فارسی تھی جب کہ ہرقل روم کی زبان رومن تھی۔ باوجودیکہ نبی کریم ﷺ کے صحابی حضرت سلمان فارسی فارسی جانتے تھے اسی طرح حضرت صہیب رومی، رومن زبان جانتے تھے، آپ نے ان دونوں بادشاہوں کو عربی میں خطوط لکھے اپنے ان صحابہ سے متعلقہ زبانوں میں خطوط نہیں لکھوائے۔

۳۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مصر، شام، عراق، انطاکیہ اور قبرص کے علاقے فتح

کر کے دار السلام کا حصہ بنا دیئے وہاں جمعہ اور عیدین کا قیام ہوا۔ صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اپنے جمعہ وعیدین کے خطبے سامعین کی متعلقہ زبان میں دینے کی نہ کوشش کی اور نہ اس کو مناسب سمجھا بلکہ عربی زبان پر اس طرح قائم رہے کہ ان علاقوں زبانیں مٹ گئیں اور عربی ان کی زبان ہوگئی۔

۴۔ ہر مسلمان کے لئے اتنی عربی سیکھنا فرض ہے جس سے وہ دین کی بنیادی اور ضروری باتیں جان سکے

حوالہ جات

۱۔ الرحمان/۳۔۴

۲۔ العلق/۱۔۴

۳۔ البقرہ/۳۱

۴۔ المزھر فی علوم اللغۃ وانواعھا، جلال الدین سیوطی، ص۸، ج۱، دار احیاء الکتب العربیۃ

۵۔ البقرہ/ ۳۷

۶۔ الاعراف/۲۳

۷۔ ال عمران/ ۳۷ ؛ مریم/ ۱۸ ۔ ۲۶ ؛ لقمان/۱۰۔۱۹

۸۔ المعجم الاوسط، ابوالقاسم سلمان بن احمد الطبرانی، ص۴۷، ج۵، حدیث نمبر ۴۶۳۵، دار الحرمین القاہرہ ۱۴۱۵ھ

۹۔ الروم/۲۲

۱۰۔ المزھر فی علوم اللغۃ وانواعھا، جلال الدین سیوطی، ص۳۰، ج۱، دار احیاء الکتب العربیۃ

۱۱۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، علی بن ابی بکر الھیثمی ص۴۵۳، ۴۵۴، ج۸، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۴

۱۲۔ مختصر صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، اختصار احمد بن عبداللطیف الزبیدی، کتاب احادیث الانبیا باب خلق آدمؑ و ذریتہ، ص۱۴۷، دار الاندلس، لیک روڈ چوبرجی لاہور، اگست ۲۰۰۴

۱۳۔ شعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی، ص۲۳۴، ج۲، حدیث نمبر۱۶۲۰، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء

۱۴۔ الجامع الصغیر، جلال الدین سیوطی، ص۴۵، ج۱، دار طائر العلم، جدہ، س ن
معرفۃ علوم الحدیث، محمد بن عبداللہ حاکم النیشاپوری، ص۱۱۶، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۱۹۷۷ء

۱۵۔ الشعراء/۱۹۲۔۱۹۵

۱۶۔ النحل/۱۰۳

۱۷۔ فضائل عربی زبان، مولانا محمد زکریا، ص۲۴، مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی، س ن

۱۸۔ الدر المنثور فی التفسیر الماثور، جلال الدین سیوطی، ۴/۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۹۹۰ء

۱۹۔ اس موضوع پر مولانا سید سلیمان اشرف کی کتاب ''المبین'' عظیم الشان کتاب ہے

۲۰۔ المبین، مولانا سید سلیمان اشرف، ص۵۵، ۵۶، مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ لاہور، ۱۹۷۸ء

۲۱۔ یوسف/۲ ؛ حم سجدہ/۳ ؛ الشوری/۷؛ الزخرف/۳